

3 ايسی آر

سپریم کورٹ رپورٹس

137

14 اگست 1961

از عدالت الاعظمیٰ

کمشنر آف انکم ٹیکس، کیرالہ اور کونمبٹور

بنام

پوتھیا پونسی چنتاکم وقف منیجر پی۔ پی۔ عاتھ بی بی

(پی۔ بی۔ گھیندرانگڈ کر، کے۔ سباراؤ اور ایم۔ ہدایت اللہ، جسٹرز)

انکم ٹیکس۔ وقف۔ تشخیص۔ اگر انفرادی یا افراد کی تنظیم کی حیثیت میں ہونا چاہئے۔ متولی، اگر کوئی ٹرسٹی ہے۔ انڈین انکم ٹیکس ایکٹ 1922 (11 آف 1922)، دفعہ 41 (1) پہلی شرط۔ مسلمان وقف توثیق ایکٹ، 1913 (6 آف 1913)، دفعات 3، 4۔

اپیل میں فیصلہ کرنے کا سوال یہ تھا کہ کیا مذکورہ وقف کو انڈین انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کی دفعہ 41 (1) کے تحت منیجر کے ذریعے انفرادی طور پر یا افراد کی ایسوسی ایشن کے طور پر اس دفعہ کی پہلی شرط کے تحت زیادہ سے زیادہ شرح پر ٹیکس لگایا جانا چاہیے کیونکہ فائدہ اٹھانے والوں کے انفرادی حصے غیر معینہ اور نامعلوم ہیں۔ وقف ڈیڈ میں متولی کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ خیراتی مقاصد کے لئے ضروری کام کریں اور اوقاف کے بچوں، پوتے پوتیوں، مستقبل میں پیدا ہونے والی بچیوں اور مذکورہ بچیوں سے پیدا ہونے والے مرد بچوں کی دیکھ بھال کے اخراجات کو پورا کریں اور ٹیکسوں کی ادائیگی کے بعد املاک کی مرمت اور دیکھ بھال کے اخراجات پورے کریں۔ گھر کے روزمرہ کے ضروری اخراجات اور ترواڑ کے مرد و خواتین ارکان کے لیے کپڑے اور دیگر ضروریات کی خریداری، مخصوص رسومات کے انعقاد، غریبوں کو کھانا کھلانے اور اس طرح کے دیگر ضروری اخراجات پورے کرنے کے لیے آمدنی کا بقیہ حصہ استعمال کرنا اور اس کے بعد بقیہ رقم کو اچھی آمدنی والی جائیدادوں کے حصول میں استعمال کرنا۔

کہا جاتا ہے کہ وقف دستاویز کی شرائط کے تحت فائدہ اٹھانے والوں کے انفرادی حصص ہندوستانی انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کی دفعہ 41(1) کی پہلی شرط کے معنی کے اندر غیر یقینی تھے، اور اس طرح ٹیکس دہندہ زیادہ سے زیادہ شرح پر انکم ٹیکس ادا کرنے کا ذمہ دار تھا۔

مسلمان وقف ویلیڈیٹنگ ایکٹ 1913 کی دفعہ 3 اور 4 کے پیش نظر یہ کہنا درست نہیں تھا کہ وقف ڈیڈ کے تحت اللہ تعالیٰ اور متولی کو حاصل ہونے والی جائیداد کو انڈین انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 41(1) کے تحت کسی بھی شخص کی طرف سے آمدنی حاصل نہیں ہوئی تھی اور اس طرح یہ شرط نافذ نہیں ہو سکتی تھی۔

محمدین قانون کے تحت وقف جائیداد صرف ایک مثالی معنوں میں اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اور متولی اس کے نام پر عمل کرتے ہوئے اس آمدنی کو فائدہ اٹھانے والوں کے فائدے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ لہذا ایکٹ کی دفعہ 41 میں کسی بھی شخص کی جانب سے الفاظ کا مطلب صرف فائدہ اٹھانے والوں کی طرف سے ہو سکتا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

جیون دوس ساہو بنام شاہ گبیر الدین، (1841) 2 ایم آئی اے 390، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

مزید برآں، اس قانون کی دفعہ 41 میں وقف کے محمدین قانون کو درآمد کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ اس دفعہ میں واضح الفاظ میں متولی کو ایک ٹرسٹی کے طور پر سمجھا جاتا ہے، حالانکہ وہ محمدین قانون کے تحت تکنیکی معنوں میں ایک نہیں ہے۔

دیوانی ایپلٹ کا دائرہ اختیار: 1960 کی دیوانی ایپلٹ نمبر 397۔

کیرالہ ہائی کورٹ کے 24 نومبر 1958 کے فیصلے اور حکم کے خلاف اپیل 1957 کے آئی ٹی آر نمبر 23 میں کی گئی ہے۔

درخواست گزار کی طرف سے کے این راجا گوپالاشاستری اور پی سی مینن۔

جواب دہندہ کی طرف سے اے وی و شو ناتھ شاستری، نارائن سوامی اور اچھ گوپال کرشنن شامل ہیں۔

14 اگست 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس سباراؤ: کیرالہ ہائی کورٹ کی جانب سے منظور کردہ سرٹیفکیٹ کے ذریعے یہ اپیل معاملے کے حقائق پر انڈین انکم ٹیکس ایکٹ (جسے بعد میں ایکٹ کہا جاتا ہے) کی دفعہ 41(1) کے اطلاق پر سوال اٹھاتی ہے۔

پی بی امبیچی نامی ایک شخص اور ان کی اہلیہ نے 20 دسمبر 1915 کو ایک دستاویز پر عمل درآمد کیا جس کے تحت ان کی جائیدادوں کا ایک وقف بنایا گیا۔ اس میں یہ اہتمام کیا گیا تھا کہ اس میں مذکور جائیدادوں سے ہونے والی آمدنی کو ان کی دو بیٹیوں اور ان کے بچوں کی دیکھ بھال کے لئے استعمال کیا جائے۔ سال 1954-55 تک 40 سال تک وقف پر اس کے منیجر کے ذریعے کسی فرد کی حیثیت میں انکم ٹیکس کی جانچ کی جاتی رہی۔ لیکن، تخمینہ سال 1955-50 کے لیے انکم ٹیکس افسر نے ٹیکس دہندگان کو افراد کی انجمن سمجھا، اور اس بنیاد پر کہ فائدہ اٹھانے والوں کا حصہ غیر یقینی ہے، ایکٹ کی دفعہ 41 کی پہلی شرط کے تحت زیادہ سے زیادہ شرح پر ٹیکس لگایا۔ اپیل پر انکم ٹیکس کے اپیلیٹ اسسٹنٹ کمشنر نے کہا کہ انکم ٹیکس افسر کا یہ کہنا درست نہیں تھا کہ خاندان کے افراد غیر معینہ ہیں، لیکن انہوں نے اس تخمینے کی تصدیق اس وجہ سے کی کہ چونکہ ایک طرف خاندان کے انفرادی افراد اور خاندان کے افراد کے درمیان حصص کی وضاحت نہیں کی گئی تھی اور دوسری طرف خیراتی اور مذہبی مقاصد کے درمیان بھی۔ دفعہ 41 کی پہلی شرط ٹیکس دہندگان پر لاگو ہوگی۔ مزید اپیل پر انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل نے یہ موقف اختیار کیا کہ زیر بحث جائیداد میں مالکانہ حقوق اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور متولی صرف منیجر کی حیثیت سے جائیدادوں کی دیکھ بھال اور انتظام و انصرام کے لیے ہے اور اس لیے جس مناسب شخص کے ہاتھ میں جائیدادوں سے ہونے والی آمدنی کا تخمینہ لگایا جانا چاہیے وہ متولی ہے جو کسی فرد پر لاگو ہونے والی شرحوں پر ایک زرد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس تناظر میں اپیل کی اجازت دے دی گئی۔ انکم ٹیکس کمشنر کے کہنے پر اپیلیٹ ٹریبونل نے اس کے فیصلے کے لئے کیرالہ ہائی کورٹ کو مندرجہ ذیل سوال بھیجا:

چاہے معاملے کے حقائق اور حالات میں ہو، دفعہ 41 کی پہلی شرط لاگو ہوتی ہے۔

ہائی کورٹ نے کہا کہ مذکورہ شق لاگو نہیں ہے، کیونکہ وقف ڈیڈ کے تحت فائدہ اٹھانے والوں اور ان کے حصص کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ مذکورہ حکم سے ناراض کمشنر انکم ٹیکس نے موجودہ اپیل کو ترجیح دی ہے۔

انکم ٹیکس کمشنر کے وکیل راج گوپال شاستری نے دلیل دی کہ وقف دستاویز کی شرائط کا منصفانہ مطالعہ کرنے پر یہ واضح ہو جائے گا کہ متولی کو صرف خاندان کے ممبروں کی دیکھ بھال کرنے کی ہدایت دی گئی تھی، کہ فیملی کے کسی بھی رکن کا آمدنی میں کوئی قابل ذکر حصہ نہیں تھا، اور یہ کہ، لہذا یہ معاملہ قانون کی دفعہ 41 کی پہلی شق کے اندر آتا ہے۔

مدعا علیہ کے وکیل و شو نا تھ شاستری نے ہائی کورٹ کی جانب سے وقف ڈیڈ کی تعمیر کو برقرار رکھنے کی کوشش کے علاوہ دلیل دی کہ یہ فوری معاملہ ایکٹ کی دفعہ (1) کے دائرہ کار سے باہر ہے، کیونکہ متولی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آمدنی مل رہی ہے، اور خدا "شخص" نہیں ہے۔ اور یہ کہ چونکہ مرکزی دفعہ کا اطلاق نہیں ہوتا تھا، اس لیے اس شرط کو بھی راغب نہیں کیا جائے گا، جس کے نتیجے میں متولی کو ایک فرد کے طور پر جانچنا پڑے گا۔

چونکہ بحث ایکٹ کی دفعہ 41 کی تعمیر پر مرکوز ہوتی ہے، لہذا شروع میں ہی اس کے متعلقہ حصوں کو پڑھنا آسان ہوگا۔

دفعہ 41: (1) اس قانون کے تحت وصول کی جانے والی آمدنی، منافع یا منافع کی آسانی میں کسی ٹرسٹی یا ٹرسٹیز کے تحت مقرر کردہ کوئی بھی ٹرسٹی یا ٹرسٹیز، چاہے وہ وصیت نامہ ہو یا کوئی اور، بشمول کسی وقف ڈیڈ کے تحت ٹرسٹی یا ٹرسٹیز، جو مسلمان وقف توثیق ایکٹ 1913 کے تحت درست ہے، کسی بھی شخص کی طرف سے وصول کرنے کے حقدار ہوں گے، اس طرح کے ٹرسٹیوں پر ٹیکس عائد کیا جائے گا اور وصول کیا جائے گا..... ٹرسٹی یا ٹرسٹیز، اسی طرح اور اسی رقم میں جس طرح یہ اس شخص پر عائد اور وصول کیا جائے گا جس کی طرف سے یہ آمدنی، منافع یا نفع قابل وصول ہے، اور اس ایکٹ کی تمام دفعات اس کے مطابق لاگو ہوں گی:

بشرطیکہ جہاں ایسی کوئی آمدنی، منافع یا نفع یا اس کا کوئی حصہ کسی ایک شخص کی طرف سے خاص طور پر قابل وصول نہ ہو، یا جہاں ان افراد کے انفرادی حصے جن کی طرف سے وہ قابل وصول ہیں، غیر معینہ یا نامعلوم ہوں، ٹیکس زیادہ سے زیادہ شرح پر وصول کیا جائے گا، لیکن جہاں ایسے افراد کی کوئی اور شخصیت نہیں ہے، اس ایکٹ کے تحت وصول کی جانے والی آمدنی ہے، اور ان میں سے کوئی بھی مصنوعی قانونی شخص نہیں ہے، گویا اس طرح کی آمدنی، منافع یا نفع یا اس کا ایسا حصہ افراد کی ایسوسی ایشن کی کل آمدنی تھی۔

اس دفعہ کا اطلاق وقف ڈیڈ کے تحت ٹرسٹی پر ہوتا ہے جو مسلم وقف ترمیمی ایکٹ 1913 کے تحت درست ہے۔ اس کے بنیادی حصے کے تحت، اس دفعہ کے تحت وقف کے ٹرسٹی پر اسی طرح اور اسی رقم پر ٹیکس عائد کیا جاتا ہے جو فائدہ اٹھانے والے سے وصول اور وصول کیا جاسکتا ہے، یعنی یہ تخمینہ فائدہ اٹھانے والے پر لاگو ٹیکس کی انفرادی شرحوں پر ہوگا۔ لیکن، اس دفعہ کی پہلی شرط کے تحت، عام قاعدے میں دو مستثنیات ہیں، یعنی، (i) جہاں آمدنی کسی ایک شخص کی طرف سے خاص طور پر قابل وصول نہیں ہے۔ اور (ii) جہاں ان افراد کے انفرادی حصص جن کی طرف سے آمدنی قابل وصول ہے غیر یقینی یا نامعلوم ہیں۔ ان دو حالات میں زیادہ سے زیادہ شرح پر ٹیکس لگایا جائے گا اور وصول کیا جائے گا۔ اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ پہلا استثنا فوری معاملے پر لاگو نہیں ہوتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جن افراد کی طرف سے آمدنی قابل وصول ہے ان کے انفرادی حصص غیر یقینی ہیں یا نامعلوم ہیں۔ اس سوال کا جواب وقف ڈیڈ کی دفعات کی تعمیر پر منحصر ہے۔ وقف ڈیڈ پر 20 دسمبر 1950 کو امپچی اور ان کی بیوی نے اپنی پوری جائیداد وقف کر دی تھی، جس کی کل مالیت ایک لاکھ روپے تھی۔ اس کے تحت مقرر کئے گئے متولی کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ جائیدادوں کا انتظام اس طرح سے کریں کہ "خیراتی مقاصد کے لئے ضروری کام کریں اور ان کے بچوں اور پوتے پوتیوں اور مستقبل میں ان سے پیدا ہونے والی خواتین بچوں اور مذکورہ لڑکیوں سے پیدا ہونے والے مرد بچوں کی دیکھ بھال کے اخراجات کو پورا کریں"۔ دستاویز میں جائیدادوں کے انتظام میں مزید مخصوص ہدایات دی گئیں۔ ٹیکسوں کی ادائیگی اور جائیدادوں کی مرمت اور دیکھ بھال کے اخراجات کو پورا کرنے کے بعد، آمدنی کے بقیہ حصے کو "گھر کے روزمرہ کے ضروری اخراجات اور کھانے پینے کے اخراجات" کے لئے استعمال کیا جانا چاہئے جیسا کہ ہم اب کر رہے ہیں، اور "ترواد کے اس وقت کے مرد اور خواتین ممبروں کے لئے لباس اور دیگر ضروریات" خریدنے اور "نر چاہیے (تقریبات) کے انعقاد کے لئے استعمال کیا جانا چاہئے، یاسین، مولوتھ وغیرہ، غریبوں کو کھانا کھلانے اور اس طرح کے دیگر ضروری اخراجات کے لئے خیراتی تقریبات"، اور بقیہ میں سے، اگر کوئی ہو،

متولی کو اچھی آمدنی والی جائیدادیں حاصل کرنے کی ہدایت کی گئی۔ دستاویز میں موجود بقیہ اقتباسات موجودہ مقصد کے لئے مناسب نہیں ہیں۔

کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ دستاویز کے تحت فائدہ اٹھانے والوں کے انفرادی حصص کی وضاحت کی گئی ہے؟ دستاویز میں فائدہ اٹھانے والوں کے حصص کی واضح طور پر وضاحت نہیں کی گئی ہے۔ اور نہ ہی یہ ضروری مضمرات سے ایسا کرتا ہے۔ درحقیقت، فائدہ اٹھانے والوں کے انفرادی حصص دستاویز کے مقاصد سے مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔ متولی کو ہدایت کی گئی کہ وہ آمدنی میں سے ترواد کے ارکان کی دیکھ بھال اور ضروری مذہبی رسومات کے انعقاد کے لئے ضروری اخراجات برداشت کریں۔ خاندانی آمدنی اور خاندانی اخراجات کی تقسیم متولی کی صوابدید پر چھوڑ دی گئی تھی، دستاویز میں مزید غور کیا گیا تھا کہ متولی اپنے دانشمندانہ اور موثر انتظام کے ذریعہ جائیداد خریدنے کے لئے کافی رقم کی بچت کرے گا۔ یہ ہدایات کسی معقول شک و شبہ سے بالاتر اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ آمدنی کا کوئی مخصوص حصہ کسی بھی مستفید کو نہیں دیا گیا تھا، اور ان کا حق برقرار رکھنے کے علاوہ کچھ نہیں تھا، ان کی معقول ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے جو متولی کی صوابدید پر چھوڑ دی گئی تھیں۔ حالانکہ یہ سچ ہے کہ فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد کسی بھی وقت معلوم کی جائے گی، لیکن یہ کہنا ممکن نہیں ہے، جیسا کہ ہائی کورٹ نے کہا تھا، کہ دستاویز کے تحت فائدہ اٹھانے والوں کا آمدنی میں برابر کا حصہ تھا۔ مستفید ہونے والوں کا آمدنی میں کوئی مخصوص حصہ نہیں تھا، لیکن صرف برقرار رکھنے کا حق تھا۔ لہذا ہائی کورٹ کی جانب سے دستاویز پر کی گئی تعمیر کو دستاویز کے سادہ الفاظ پر برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔ لہذا، ہم یہ مانتے ہیں کہ دستاویز کی شرائط کے تحت فائدہ اٹھانے والوں کے انفرادی حصص ایکٹ کی دفعہ 41(1) کی پہلی شرط کے معنی کے اندر غیر یقینی ہیں۔ اگر ایسا ہے، تو مذکورہ شرط کے تحت، ٹیکس دہندہ زیادہ سے زیادہ شرح پر انکم ٹیکس ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔

مدعا علیہ کے وکیل کے متبادل پر غور کیا جانا باقی ہے۔ استدلال یہ ہے کہ وقف کے تحت جائیدادیں اللہ تعالیٰ کے نام پر ہیں اور اس لیے متولی صرف اللہ تعالیٰ کے نام ذریعہ آمدنی حاصل کرتے ہیں نہ کہ ایکٹ کی دفعہ 41(1) کے تحت کسی شخص کی طرف سے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دفعہ 41(1) زیر بحث تشخیص پر لاگو نہیں ہوتی۔ دلیل بہت باریک ہے، لیکن اس کی کوئی قوت نہیں ہے۔ اس بحث کے تین مؤثر جوابات ہیں:

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ معاملہ ہائی کورٹ کے سامنے نہیں اٹھایا گیا تھا۔ ہائی کورٹ کے سامنے صرف ایک ہی سوال زیر بحث آیا تھا کہ کیا ٹرسٹ کے مستفید ہونے والے اور ٹرسٹ کی آمدنی میں ان کے انفرادی حصے کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگرچہ محمدین قانون کے تحت وقف کردہ املاک اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں، لیکن یہ صرف مثالی معنوں میں ہے، کیونکہ متولی اللہ تعالیٰ کے نام پر اس آمدنی کو ان مقاصد اور فائدے کے لیے استعمال کرتے ہیں جن کا ذکر اس میں کیا گیا ہے۔ محمدین قانون کے تحت جس لمحے وقف پیدا ہوتا ہے، جائیداد کے تمام حقوق وقف سے نکل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سپرد ہو جاتے ہیں۔ یہ جائیداد متولی میں نہیں ہے، کیوں کہ وہ صرف ایک مینیجر ہے اور تکنیکی معنوں میں ٹرسٹی نہیں ہے۔ اگرچہ وقف کی ملکیت اللہ تعالیٰ کے نام پر ملکیت ہے لیکن اس تصور کی عملی اہمیت جیون دوس ساہو بمقابلہ شاہ گبیر الدین میں اس طرح بیان کی گئی ہے:

”.....وقف سے مراد کسی خاص شے کو اس طرح استعمال کرنا ہے کہ وہ اس کو الہی املاک کے اصولوں کے تابع کر دے، جس کے نتیجے میں اس میں مالک کا حق ختم ہو جاتا ہے، اور یہ خدا کی ملکیت بن جاتا ہے، اس کے نتیجے میں اس کی مخلوق کو فائدہ ہوتا ہے۔“

یعنی اگرچہ مثالی معنوں میں جائیداد اللہ تعالیٰ کے نام پر ہے، لیکن جائیداد اس کی مخلوق یعنی نفع خوروں کے فائدے کے لیے رکھی جاتی ہے۔ اگرچہ ایک زمانے میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ جائز وقف کی تشکیل کے لئے جائیداد کو صرف خدا کی عبادت یا مذہبی یا خیراتی مقاصد کے لئے وقف کرنا ضروری ہے، لیکن وقف توثیق ایکٹ، 1913 نے اس نظریہ کو مسترد کر دیا اور دفعہ 3 کے ذریعہ نافذ کیا کہ ایک مسلمان اس کی دیکھ بھال اور مدد کے لئے وقف بنا سکتا ہے۔ مکمل یا جزوی طور پر، خاندان، اولاد یا اولاد کے بشرطیکہ حتمی فائدہ واضح طور پر یا ظاہری طور پر غریبوں کے لئے یا کسی اور مقصد کے لئے مخصوص ہو جو مسلمان قانون کے ذریعہ مستقل کردار کے مذہبی، نیک یا خیراتی مقصد کے طور پر تسلیم کیا گیا ہو۔ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 14 سے بھی آگے جاتی ہے اور کہتی ہے کہ وقف صرف اس صورت میں غیر قانونی نہیں ہوگا کہ غریبوں کے لئے یا مذہبی مقاصد کے لئے مختص فوائد کو خاندان کے ختم ہونے تک ملتوی کر دیا جائے۔ لہذا یہ بات واضح ہے کہ محمدین قانون کے تحت جائیداد صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، لیکن متولی اس کے نام پر عمل کرتے ہوئے اس آمدنی کو

فائدہ اٹھانے والوں کے فائدے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ لہذا، ایکٹ کی دفعہ 41 میں "کسی بھی شخص کی طرف سے" الفاظ کا مطلب صرف فائدہ اٹھانے والوں کی طرف سے ہو سکتا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

اس دلیل کا تیسرا اور زیادہ موثر جواب یہ ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 41(1) میں فائدہ اٹھانے والوں کی آمدنی کے سلسلے میں ٹرسٹی سے انکم ٹیکس وصول کرنے اور وصول کرنے کی سہولت فراہم کرنے کے لئے ایک غیر معمولی تشخیص کا اہتمام کیا گیا ہے۔ واضح الفاظ میں یہ وقف کی متولی کو ایک ٹرسٹی کے برابر قرار دیتا ہے۔ دفعہ 41 کے مقصد کے لئے متولی کو ایک ٹرسٹی سمجھا جاتا ہے اور، ایک ٹرسٹی کی طرح، وہ فائدہ اٹھانے والوں کے فائدے کے لئے جائیداد رکھتا ہے۔ دفعہ 41 میں وقف کے محمدین قانون کو درآمد کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے جب کہ یہ دفعہ واضح الفاظ میں متولی کو ایک امانت دار کے طور پر دیکھتا ہے، حالانکہ وہ محمدین قانون کے تحت تکنیکی معنوں میں ایک نہیں ہے۔ اگر مدعا علیہ کے وکیل کی دلیل کو قبول کر لیا جائے تو جہاں تک وقفوں کا تعلق ہے تو اس سے ایکٹ کی دفعہ 41 ختم ہو جائے گی کیونکہ وقف کے ہر معاملے میں جائیداد اللہ تعالیٰ کے نام پر ہوگی نہ کہ کسی شخص کے لیے۔ لہذا ہم اس دلیل کو مسترد کرتے ہیں اور اس سوال کا جواب ہاں میں دیتے ہیں۔

نتیجے میں، ہم نے ہائی کورٹ کے حکم کو خارج کر دیا اور کہا کہ مدعا علیہ کا اندازہ انکم ٹیکس افسر نے زیادہ سے زیادہ شرح پر کیا تھا۔ اپیل کی اجازت اخراجات کے ساتھ دی جاتی ہے۔

اپیل کی اجازت ہے۔